سوال

(460) روح کے بدن میں واپس لوٹائے جانے کی غلط روایت ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

روح کے بدن میں واپس لوٹائے جانے کی غلط روایت : ''براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت کہ ہر مرنے والے کی روح سوال وجواب سے پہلے اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔'' 1 یہ روایت بھی ضعیف ہے اور ناقابل اعتبار ہے۔ سند یوں ہے : ((عن احمد بن حنبل عن ابی معاویۃ عن الاعمش عن منھال بن عمرو عن زاذان عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ)) اس روایت میں بھی شیعہ زاذان ہے، جس کو سلمہ بن کہیل ابوالبختری سے بھی کمتر سمجھتے ہیں، اور دوسرا اس کا شاگرد منہال بن عمرو ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد احمد بن حنبل کہتے تھے کہ ابو بشر مجھ کو منہال سے زیادہ بھلا لگتا ہے۔ اور اس ابوبشر جعفر بن ایاس کو شعبہ نے ضعیف کہا ہے۔ ابن معین منہال کی شان گراتے تھے، حاکم نے کہا کہ یحییٰ القطان اس کو ضعیف گردانتے تھے اور ابو محمد بن حزم بھی اس کو ضعیف کہتے تھے، اور اس کی اس براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی روایت کو رد کرتے تھے۔ 2 معلوم ہوا کہ مرنے والے کے دنیاوی جسم میں روح کا واپس لوٹایا جانا غلط ہے؟ ...3

1 رواہ احمد، مشکوۃ، ص : ۱۴۲

2 تہذیب التہذیب، جلد ۱۰، ص : ۳۱۹، ۳۲۰، میزان الاعتدال، جلد : ۳، ص : ۲۰۴

3 بحوالہ یہ مزار صفحہ : ۲۱، ڈاکٹر عثمانی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

روح کے بدن میں لوٹائے جانے کی براء بن عازب رضی اللہ عنہ والی حدیث پر آپ نے دو حکم لگائے، غلط روایت اور ضعیف روایت۔ جبکہ آپ کی یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث نہ غلط ہے، نہ ضعیف۔ بلکہ حسن صحیح ہے۔ چنانچہ محدث دورا الشیخ البانی ا تعلیق مشکاۃ میں لکھتے ہیں : 1 ((وإسنادہ صحیح)) صاحب تنقیح الرواۃ ا فرماتے ہیں : ((وحدیث براء بن عازب ھذا رواہ أیضا النسائی وابن ماجہ، والحاکم، وقال : صحیح علی شرط الشیخین، وابن خزیمۃ والبیھقی، والضیاء فی المختارۃ، وأبو عوانۃ الإسفراینی فی صحیحہ، وابن مندہ فی کتاب الروح والنفس، ، ولہ شاھد عن أبی سعید عند أحمد وابن أبی الدنیا فی ذکر الموت، وابن أبی عاصم فی السنۃ، والنسائی وابن جریر، والبیھقی فی عذاب القبر، و صحح، وقد تکلم ابن حزم فی المنھال وھو راوی الحدیث، ولا یلتفت إلیہ بعد احتجاج الشیخین بہ۔ اھ))

صاحب مرعاۃ المفاتیح [1] لکھتے ہیں : ((رواہ أحمد وأبو داؤد) فی السنۃ ، وأخرجہ أیضا النسائی ، وابن ماجہ مختصرا ، والبیھقی ، وقال : ھذا حدیث صحیح الإسناد۔ والحاکم ، وقال : صحیح علی شرط الشیخین۔ وقال المنذری فی الترغیب بعد ذکر الحدیث من روایۃ الإمام أحمد : ھذا حدیث حسن رواتہ محتج بھم فی الصحیح ، وھو مشھور بالمنھال ابن عمرو عن زاذان عن البرائ۔ کذا قال أبو موسی الأصبھانی والمنھال وثقہ ابن معین والعجلی وروی لہ البخاری حدیثا واحدا ، ولزاذان فی کتاب مسلم حدیثان ۔ اھ))

آپ نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا کلام نقل فرمایا ، ظاہر یہی ہے آپ نے اس پر اعتماد بھی کیا ۔ اسی لیے مناسب ہے کہ اس حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی نقل کردیا جائے ،تاکہ آپ کو ایک گنا اطمینان وسکون حاصل ہوجائے ۔ چنانچہ حافظ صاحب موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مایہ ناز کتاب ''فتح الباری'' میں لکھتے ہیں : ((وقد رواہ زاذان أبو عمر عن البراء مطولا مبینا أخرجہ أصحاب السنن ، وصححہ أبو عوانۃ وغیرہ ، وفیہ من الزیادۃ فی أولہ : استعیذوا باللّٰہ من عذاب القبر۔ وفیہ : فترد روحہ فی جسدہ۔ وفیہ : فیأتیہ ملکان فیجلسانہ الخ وقال فی موضع من ھذہ الباب :

1 مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب مایقال عند من حضرہ الموت

وقد أخذ ابن جریر ، وجماعۃ من الکرامیۃ من ھذہ القصۃ أن السؤال فی القبر یقع علی البدن فقط ، وأن اللّٰہ یخلق فیہ إدراکا بحیث یسمع ویعلم ویلذ ویألم ، وذھب ابن حزم وابن ھبیرۃ إلی أن السؤال یقع علی الروح فقط من غیر عود إلی الجسد۔ وخالفھم الجمھور ، فقالوا : تعاد الروح إلی الجسد أو بعضہ کما ثبت فی الحدیث ولو کان علی الروح فقط لم یکن للبدن بذلک اختصاص ۔ الخ وقال فی موضع منہ : قولہ : فیقعدانہ ۔ زاد فی حدیث البرائ : فتعاد روحہ فی جسدہ ۔ کما تقدم فی أول أحادیث الباب ۔ الخ

وقال فی أواخر الباب : وفیہ أن المیت یحیا فی قبرہ للمسألۃ خلافا لمن ردہ ، واحتج بقولہ تعالی : قالوا ربنا أمتنا اثنتین وأحییتنا اثنتین ۔ الآیۃ قال : فلو کان یحیا فی قبرہ للزم أن یحیا ثلاث مرات ، ویموت ثلاث مرات وھو خلاف النص ۔ والجواب بأن المراد بالحیاۃ فی القبر للمسألۃ لیست الحیاۃ المستقرۃ المعھودۃ فی الدنیا التی تقوم فیھا الروح بالبدن ، وتدبیرہ ، وتصرفہ ، وتحتاج إلی مایحتاج إلیہ الأحیاء ، بل ھی مجرد إعادۃ لفائدۃ الامتحان الذی وردت بہ الأحادیث الصحیحۃ فھی إعادۃ عارضۃ ۔ الخ)) [۳ ۲۳۸۲۳،۲۳۵۲۳۴]

((یقول النور فوری : إن قول الحافظ بل ھی مجرد إعادۃ لفائدۃ الامتحان ۔ وقولہ : فھی إعادۃ عارضۃ فلیسا بصواب لأن الثواب اوا العذاب الذی یحصل للمیت فی القبر والبرزخ بعد المسألۃ والامتحان یستمر إلی یوم القیامۃ کما نص علیہ فی الأحادیث الصحیحۃ ، ومعلوم أن الثواب والعذاب یستلزمان ۔ الحیاۃ ولو فی القبر والبرزخ وھذا لاینافی قول الکفار ربنا امتنا اثنتین . . . الخ لأنھم یعنون بالموتتین الموتۃ قبل ولادتھم ، والموتۃ التی تقطع حیاتھم الدنیویۃ ، وبالحیاتین حیاتھم الدنیویۃ ، وحیاتھم التی حین بعثھم اللّٰہ من قبورھم ، وھذا کما قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ : کیف تکفرون باللّٰہ وکنتم أمواتا فأحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم إلیہ ترجعون ۔ وھذا قلناہ استطرادا وإلا فإنما مقصودنا أن الحافظ ابن حجر رحمہ اللّٰہ تعالیٰ من الذین یثبتون ویصححون حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ فی رد الروح إلی الجسد فی القبر ، وأیضا ھو من الذین یقولون بأن الثواب والعذاب فی القبر والبرزخ یحصلان للروح مع الجسد أو الجسد مع الروح لا للجسد فقط ، ولا للروح فقط ۔))

آپ نے دیکھ لیا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی رد روح والی حدیث کو کتنے بڑے بڑے محدثین عظام نے صحیح وحسن قرار دیا ہے ، اس کے بعد اس کی سند میں وارد راوی منہال بن عمرو اور زاذان کی توثیق وتثبیت کی چنداں ضرورت تو نہ تھی ، کیونکہ ان سب محدثین کے ہاں وہ دونوں ثقہ ہیں ، ورنہ وہ ان کے متفرد ہونے کے باوصف ان کی حدیث کو صحیح یا حسن کہنے کے مجاز نہ تھے ، چونکہ آپ نے ان دونوں راویوں پر حرف گیری کی ہے ، اس لیے آپ کی اس خواہ مخواہ حرف گیری کا جواب لکھا جاتا ہے ۔

آپ لکھتے ہیں : ''اس روایت میں بھی شیعہ زاذان ہے ۔ جس کو سلمہ بن کہیل ابو البختری سے بھی کمتر سمجھتے ہیں ۔'' جواباً گزارش ہے کہ تہذیب التہذیب میں لکھا ہے : ((قال ابن الجنید عن ابن معین ثقۃ لایسأل عن مثلہ ۔ وقال ابن عدی : أحادیثہ لا بأس بھا إذا روی عنہ ثقۃ ۔ وقال ابن سعد : کان ثقۃ کثیر الحدیث ۔ وقال ابن عدی : روی عن ابن مسعود وتاب علی یدیہ ۔ وقال الخطیب : کان ثقۃ ۔ وقال العجلی : کوفی تابعی ثقۃ ۔ انتھی بالاقتصار ۔))

رہا زاذان کو شیعہ قرار دینا تو وہ درست نہیں ۔ حافظ ابن حجر نے تقریب میں صرف اتنا فرمایا ہے کہ اس میں کچھ شیعیت ہے ۔ جیسا کہ آپ نے خود ترجمہ فرمایا : ''فیہ شیعیۃ'' (اس میں

شیعیت ہے۔) تواب کے شیعیت کو شیعہ بنانے والوں کو کچھ نہ کچھ تو ضرور حاصل ہوگا، کیونکہ یہ بھی توایک کارنامہ ہی ہے نا۔

پھر شیعیت تو شیعیت شیعہ ہونا بھی باعث ضعف نہیں، جبکہ اس میں اور کوئی سبب ضعف موجود نہ ہو، کیونکہ اہل بدعت غیر مکفرہ میں صحیح بات یہی ہے، وہ اگر داعیہ نہ ہوں، توان کی روایت بوجہ ان کی بدعت کے ضعیف نہیں بنے گی۔ مقدمہ فتح الباری، شرح نخبہ، مقدمہ ابن صلاح، تدریب الراوی، ارشاد الفحول وغیرہ۔ پھر دیکھئے ابوالبختری جن کو آپ اور آپ کے ہمنوا زاذان سے بیشتر سمجھ رہے ہیں۔ شیعیت ان میں بھی پائی جاتی تھی۔ حافظ ابن حجر ہی لکھتے ہیں: ((وقال العجلی: تابعی ثقة فیه تشیع۔)) [تہذیب التہذیب] اور تقریب میں فرماتے ہیں: ((فیه تشیع قلیل)) اگر شیعیت باعث ضعف ہے، تو آپ کو چاہیے ابوالبختری کو بھی ضعیف قرار دیں، جبکہ ابوالبختری ثقہ ثبت اور بخاری و مسلم کے رجال میں سے ہیں۔ جن سے شیخین نے احتجاج کیا ہے۔

باقی آپ کا لکھنا ''جس کو سلمہ بن کہیل ابوالبختری سے بھی کم تر سمجھتے ہیں۔'' بھی کے اضافہ کے ساتھ اوراحب کا ترجمہ کمتر کرکے تو وہ آپ لوگوں کی رنگ آمیزی اور مغالطہ دہی ہے، ورنہ سلمہ بن کہیل کے الفاظ ان باتوں پر دلالت نہیں کرتے۔ آئیے ان کے الفاظ پڑھیں۔ تہذیب التہذیب میں ان کے الفاظ یہ ہیں: ((ابوالبختری احب الی منه)) اور میزان الاعتدال میں ان کے الفاظ یہ ہیں: ((ابوالبختری أعجب إلی منه)) ترجمہ یہ ہے ابوالبختری میرے ہاں اس سے زیادہ محبوب پسندیدہ ہے۔ مقصد واضح ہے کہ سلمہ بن کہیل ابوالبختری اور زاذان دونوں کو محبوب و پسندیدہ سمجھتے ہیں۔

البتہ ابوالبختری کو زاذان سے زیادہ محبوب و پسندیدہ گردانتے ہیں۔ آپ سوچیے اس عبارت سے بھلا زاذان کی تضعیف نکلتی ہے؟ نہیں ہر گز نہیں۔ چنانچہ تقریب میں حافظ صاحب ابو البختری کے متعلق لکھتے ہیں: ((ثقة ثبت فیه تشیع قلیل کثیر الإرسال)) اور زاذان کے متعلق لکھتے ہیں: ((صدوق یرسل وفیه شیعیة))

آپ لوگوں نے ''جس کو سلمہ بن کہیل ابوالبختری سے بھی کم تر سمجھتے ہیں۔'' لکھ کر تاثر دیا ہے کہ ابوالبختری کوئی ضعیف و کم راوی ہے اور زاذان ابوالبختری سے بھی ضعیف و کمتر ہے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔

حقیقت وہی ہے جو واضح کی جاچکی ہے کہ ابوالبختری اور زاذان دونوں ہی سلمہ بن کہیل کے ہاں محبوب، پسندیدہ اور ثقہ ہیں۔ البتہ ابوالبختری ان کے ہاں زاذان سے زیادہ محبوب، پسندیدہ اور ثقہ ہیں۔

رہا معاملہ منہال بن عمرو والا تو یاد رہے اس میں بھی آپ کی اور آپ کے ہمنواؤں کی حالت زاذان والے معاملہ سے مختلف نہیں، کیونکہ منہال بن عمرو بھی ثقہ ہیں، جن کو ضعیف بنانے پہ آپ لوگ ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، نسائی، ابن حبان، ابوالحسن بن القطان اور عجلی انہیں ثقہ قرار دیتے ہیں۔ [تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال] حافظ ابن حجر تقریب میں فرماتے ہیں: ''صدوق ربما وهم''

آپ لکھتے ہیں: ''احمد بن حنبل کہتے تھے کہ ابو بشر مجھ کو منہال سے زیادہ بھلا لگتا ہے اور اس ابو بشر جعفر بن ایاس کو شعبہ نے ضعیف کہا ہے۔'' اس میں آپ باور یہ کرانا چاہتے ہیں کہ منہال بن عمرو امام احمد بن حنبل کے ہاں ابو بشر سے بھی ضعیف ہے، کیونکہ ابو بشر شعبہ کے ہاں ضعیف ہے اور یہ ابو بشر امام احمد کے نزدیک منہال سے زیادہ بھلا ہے تو ابو بشر ضعیف جب امام احمد کے ہاں منہال سے زیادہ بھلا ٹھہرا تو لامحالہ منہال امام احمد کے ہاں ضعیف تر راوی ہوا، پھر اس قول میں آپ نے یہ بھی باور کرایا ہے کہ امام احمد ابو بشر کو بھی ضعیف سمجھتے ہیں۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔ کیونکہ امام احمد بن حنبل نہ تو ابو بشر کو ضعیف سمجھتے ہیں اور نہ ہی منہال کو۔ دیکھئے حافظ ذہبی نے میزان میں امام احمد کے الفاظ نقل فرمائے ہیں: ((أبو بشر أحب إلی من المنهال وأوثق)) جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ ابو بشر اور منہال دونوں ہی امام احمد کے ہاں حبیب و ثقہ ہیں، البتہ ابو بشر ان کے ہاں منہال سے أحب وأوثق ہے اور تہذیب التہذیب میں امام احمد کے الفاظ اس طرح ہیں: ((أبو بشر أحب إلی من المنهال وقال: نعم شدیدا أبو بشر أوثق إلا أن المنهال أسن)) ان الفاظ کا مطلب بھی وہی ہے کہ ابو بشر اور منہال دونوں ہی امام احمد کے ہاں حبیب و ثقہ ہیں۔ البتہ ابو بشر ان کے ہاں منہال سے احب وأوثق ہے، ہاں منہال ابو بشر سے عمر میں بڑا ہے۔

رہا آپ کا فرمانا: ''اس ابو بشر جعفر بن ایاس کو شعبہ نے ضعیف کہا ہے۔'' جس کو آپ نے ابو بشر کے امام احمد کے ہاں ضعیف ہونے کی دلیل بنایا ہے، تو یہ سراسر مغالطہ اور

بہتان ہے۔ کیونکہ شعبہ نے ابوبشر کو ضعیف نہیں کہا۔ پھر اگر بالفرض وہ اس کو ضعیف کہہ بھی دیتے تو اس کو امام احمد کے ہاں ابوبشر کے ضعیف ہونے کی دلیل بنانا درست نہیں، کیونکہ امام احمد شعبہ وغیرہ کے مقلد نہیں۔ خصوصاً جبکہ امام احمد ثقہ منہال سے ابوبشر کے احب واَوثق ہونے کی تصریح فرمارہے ہیں تو شعبہ کے ابوبشر کو بالفرض ضعیف کہنے کو امام احمد کے ہاں اس کے ضعیف ہونے کی دلیل بنانا سراسر ظلم وناانصافی ہے۔

ابوبشر جعفر بن ایاس واسطی کے متعلق حافظ ذہبی میزان میں فرماتے ہیں: ''صحاح ستہ کا راوی ہے، ثقہ راویوں میں سے ایک ثقہ راوی ہے۔'' نیز فرماتے ہیں: ((أوردہ ابن عدی فی کاملہ فأساء)) کہ ابن عدی نے انہیں کامل میں ذکر کیا تو برا کیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ابوبشر بالاتفاق ثقہ ہیں۔ کامل ابن عدی کے موضوع میں شامل نہیں، کیونکہ کامل کا موضوع بالاتفاق ضعیف راوی یا بالاختلاف ضعیف راوی کو ذکر کرنا ہے بالاتفاق ثقہ راوی کو ذکر کرنا اس کتاب کے موضوع میں شامل نہیں۔

ابوبشر کو امام احمد کا ثقہ بلکہ اوثق قرار دینا تو گزر چکا ہے، ان کے علاوہ ابوبشر کو ثقہ قرار دینے والے محدثین کرام کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔ یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم، عجلی، نسائی، ابن حبان، ابن عدی اور بردیجی وغیرھم۔ رہے شعبہ تو انہوں نے بھی ابوبشر کو ضعیف نہ سمجھا اور نہ قرار دیا اور نہ ہی ضعیف کہا۔ چنانچہ تہذیب التہذیب وغیرہ میں ہے: ((کان شعبۃ یضعف أحادیث أبی بشر عن حبیب بن سالم)) نیز تہذیب التہذیب وغیرہ میں ہے: ((کان شعبۃ یضعف حدیث أبی بشر عن مجاہد)) مطلب یہ ہے کہ شعبہ ابوبشر کی حبیب بن سالم اور مجاہد سے روایت کردہ احادیث کو ضعیف گردانتے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ شعبہ سمجھتے تھے ابوبشر کا حبیب بن سالم اور مجاہد سے سماع نہیں۔ چنانچہ اس کی وضاحت بھی تہذیب التہذیب وغیرہ میں موجود ہے: ((وکان شعبۃ یقول: لم یسمع أبو بشر من حبیب بن سالم وقال: لم یسمع منہ (یعنی من مجاہد) شیئا)) تو ثابت ہو گیا کہ شعبہ نے ابوبشر کو ضعیف نہیں کہا۔ ہاں ابوبشر کی حبیب بن سالم اور مجاہد سے احادیث کو ضعیف کہا ہے وہ بھی بوجہ انقطاع وعدم سماع نہ کہ ابوبشر کے ضعیف ہونے کی وجہ سے۔

شعبہ نے ابوبشر سے حبیب بن سالم اور مجاہد کے علاوہ رواۃ سے بیان کردہ احادیث لی ہیں اور امام بخاری نے انہیں صحیح بخاری میں بھی درج فرمایا ہے۔ چنانچہ امام بخاری کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المشرکین میں فرماتے ہیں: ((حدثنا حبان: أخبرنا عبداللہ: اخبرنا شعبۃ عن أبی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال: سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن أولاد المشرکین؟ فقال: اللہ إذ خلقھم أعلم بما کانوا عاملین۔))

اس کی مثال یوں سمجھ لیں کہ یزید بن رومان کی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث ضعیف ہے، اسی طرح حسن بصری کی ابوہریرہ اور علی رضی اللہ عنہ سے حدیث ضعیف ہے، بوجہ انقطاع وعدم سماع۔ اب اس سے کوئی یزید بن رومان اور حسن بصری کو ضعیف گرداننا شروع کردے تو یہ اس کی لاعلمی اور بے سمجھی ہے یا پھر ''جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے'' والا معاملہ ہے۔

آپ لکھتے ہیں: ''ابن معین منہال کی شان گراتے تھے۔'' اس کے متعلق اولاً گزارش ہے کہ ابن معین کے لفظ تہذیب التہذیب میں اس طرح ہیں: ((کان ابن معین یضع من شان المنہال بن عمرو)) جس کا ترجمہ بنتا ہے ابن معین منہال کی شان سے کچھ گراتے تھے۔ آپ والا ترجمہ نہیں بنتا۔ ثانیاً آپ اس کا مطلب لے رہے ہیں کہ منہال ابن معین کے ہاں ثقہ نہیں ضعیف ہے جبکہ اس عبارت کا یہ مطلب لینا سراسر غلط ہے، کیونکہ ابن معین نے صاف اور واشگاف الفاظ میں فرمادیا ہے کہ ''منہال بن عمرو ثقہ ہے۔'' [تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال] لہٰذا اس شان سے مراد ان کے ثقہ ہونے کے علاوہ کوئی اور شان مراد ہے۔ لامحالہ جن کو تہذیب التہذیب میں ابن معین کے متعلق غلابی کا قول: ((کان یضع من شان المنہال بن عمرو)) نظر آگیا، انہیں اسی تہذیب التہذیب میں اس سے پہلے ابن معین کا قول کہ منہال بن عمرو ثقہ ہے بھی نظر تو آگیا تھا، لیکن انہوں نے اسے درخور اعتنا نہ سمجھا آخر کیوں؟ کچھ تو ہے، جس کی پردہ داری ہے۔ یاد رہے ایسے کام علم ودین کی کوئی خدمت نہیں، بلکہ اپنی عاقبت خراب کرنے والا معاملہ ہے۔ أعاذنا اللہ من ذالک۔

آپ لکھتے ہیں: ''حاکم نے کہا کہ یحییٰ القطان اس کو ضعیف گردانتے تھے۔'' اس میں بھی آپ لوگوں نے تلبیس ہی سے کام لیا ہے، کیونکہ تہذیب التہذیب میں الفاظ اس طرح ہیں: ((قال الحاکم: المنہال بن عمرو غمزہ یحیی القطان)) جس کا ترجمہ آپ نے فرمایا: ''یحییٰ القطان اس کو ضعیف گردانتے تھے۔'' جبکہ اس عبارت کا ترجمہ آپ والا نہیں بنتا۔ کیونکہ لفظ: ((ضعفہ یحیی القطان وغیرہ مما یدل علی التضعیف نصا)) نہیں، بلکہ لفظ ہیں: ((غمزہ یحیی القطان)) اور غمز تضعیف میں نص نہیں۔ تضعیف کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ جیسے آپ پہلے ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یحییٰ بن معین منہال بن عمرو کو بذاتِ خود ثقہ بھی کہہ رہے ہیں اور اس کی شان سے کچھ گرا بھی رہے ہیں۔

آپ لکھتے ہیں : ''ابو محمد بن حزم بھی اس کو ضعیف کہتے تھے ۔ ''الخ، تو آپ کو علم ہے اہل علم اس بات میں ابن حزم کا رد فرما چکے ہیں ۔ چنانچہ تہذیب التہذیب میں ہے : ((وقال أبو الحسن بن القطان : کان أبو محمد بن حزم یضعف المنہال ، ورد من روایتہ حدیث البراء ، ولیس علی المنہال حرف فیما حکی ابن ابی حازم فذکر حکایتہ المتقدمۃ ۔ قال : فإن ھذا لیس بجرح إلاأن تجاوز إلی حد تحریم ، ولم یصح ذلک عنہ ، وجرحہ بھذا تعسف ظاہر ، وقد وثقہ ابن معین والعجلی)) اس مقام پر آپ لوگوں نے لا تقربوا الصلاۃ پڑھنے اور ''وانتم سکاری'' نہ پڑھنے والا کام کیا ہے ، کیونکہ تہذیب التہذیب سے ابو الحسن بن القطان کا کلام : ((کان أبو محمد بن حزم یضعف المنہال ورد من روایتہ حدیث البراء)) تو نقل فرما دیا ، مگر اس کے بعد اس کے رد میں ابو الحسن بن القطان کا کلام : ((ولیس علی المنہال الخ)) جیسے ہم پہلے نقل کر آئے ۔ آپ لوگوں نے نہ کتابوں میں نقل کیا اور نہ ہی ویسے لوگوں کو بتایا ۔ اس کو آپ دین کی خدمت اور نشر واشاعت سمجھتے ہیں تو سمجھیں ۔ نفس الأمر اور واقع میں یہ دین کی کوئی خدمت نہیں نہ ہی یہ دین کی نشر واشاعت ہے ۔

آپ نے ڈاکٹر عثمانی کا تذکرہ فرمایا ہے تو ان کی تسلی کی خاطر عرض ہے کہ زاذان تو ثقہ راوی اور رجال مسلم میں شامل ہیں اور منہال بن عمرو بھی ثقہ اور رجال شیخین میں شامل ہیں اور ان دونوں پہ جو جرح آپ نے نقل کی اس کا حال آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ نفس الأمر اور واقع میں کوئی جرح نہیں ، جو ان میں ضعف کا سبب بن سکے ۔ اس کے برعکس کئی راوی ہیں ، جن پہ اسماء رجال کی کتب میں جرح زاذان اور منہال والی بے وزن جرح سے کہیں شدید اور واقعی جرح نقل کی گئی ہے ۔ اس کے باوصف ڈاکٹر عثمانی ان راویوں کو ثقہ بلکہ اوثق گردانتے ہیں اور کتابوں میں موجود جرح کو ان کے بارے میں درخور اعتناء نہیں سمجھتے اور زاذان اور منہال بن عمرو پر مغالطہ و تلبیس کے ذریعہ بنائی ہوئی جرح کو بڑی وقعت دے رہے ہیں ۔ آیا یہ قسمۃ ضیزی والا معاملہ نہیں ؟ عین الرضا کلیلۃ عن کل عیب ج وعین السخط تبدی المساویا ۱۱ جمادی الاوّل ۱۴۲۲ ھ

[قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل](#)

جلد02ص396

محدث فتویٰ